قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

منگل 26/ جولائی 2022ء | 26/ذوالحجہ 1443ء ہجری قمری | 26/ وفا 1401ھ ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:153

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

(البقرہ: 187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

فرمانِ خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ فتوحات ان کو دیتا ہے جن کے ایمانوں میں پختگی ہو۔ جن کے صبر کا معیار اعلیٰ ہو۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کامل ہو۔ یہ دُکھ اور عارضی تکلیفیں ایمانوں میں جلا پیدا کر رہی ہوں۔ ان کو پتہ ہو کہ یہ تو ہمارے لئے کھاد کا کام دینے کے لئے ہیں۔ پس ہمارا کام ہے کہ عارضی ابتلاؤں اور مشکلات سے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے گزرتے چلے جائیں۔ اپنی دعاؤں میں پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو صبر اور دعا سے کام لیتے ہیں۔ فرماتا ہے وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ وَاِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ (البقرہ: 46) اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق میں وہی لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں، صبر انہی لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جو عاجزی دکھاتے ہیں۔ کبھی متکبر آدمی صبر کا مظاہرہ نہیں کرسکتا۔ کبھی متکبر آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح نہیں جھکتا جو اس کے حضور جھکنے کا حق ہے۔ اور جب یہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی حمایت سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں‘‘۔ تو وہیں یہ اعلان تھا کہ جس کام کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو کھڑا کرنے لگا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ اللہ تعالیٰ جو کام آپ سے لینے لگا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اس قدر برکت ڈالنے والا ہے کہ تمام تر مخالفتوں اور دشمنیوں کے باوجود انجامکار آپ کے مشن نے کامیاب ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہا ہے۔ پس ہم احمدیوں کو تو ذرّہ بھر بھی اس میں شک نہیں کہ احمدیت کی مخالفت احمدیت کے راستے میں روک نہیں ڈال سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمایت کے مختلف جگہوں پر قرآنِ کریم میں اعلانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف جگہوں پر یہ بتایا ہے کہ میں اپنے بندوں کی، اپنی جماعت کی جس کو میں کھڑا کروں اُس کی حمایت کرتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ 12/ نومبر 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار (منظوم)
- روزنامہ الفضل کی 109سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر
- حضرت یحییٰؑ
- حیاتِ نورالدینؓ
- خدمتِ دین میں مالی قربانی کی اہمیت

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی فضل الدعاء حدیث 3548)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

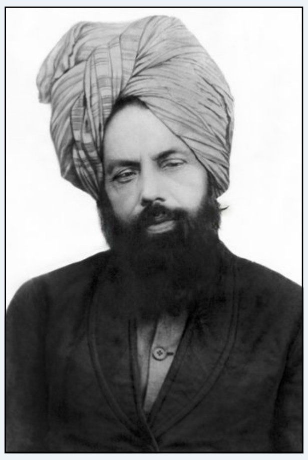

قبولیت (دعا) کے واسطے اضطراب شرط ہے

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔

قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل: 63)

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137 ایڈیشن 1984ء)

- یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا

دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62 ایڈیشن 1984ء)

- یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی نظر جذرِ قلب تک پہنچتی ہے۔ پس وہ زبانی باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ زبان سے کلمہ پڑھنا یا استغفار کرنا انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ دل و جان سے کلمہ یا استغفار نہ پڑھے بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کی جائے۔ اگر اس حقیقت کے ساتھ استغفار نہیں ہے تو وہ استغفار کسی کام کا نہیں۔ انسان کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے اس کے حضور میں جھک جائے اور اس کا امن مانگتا رہے۔ عذاب آنے پر گڑگڑانا اور وَقِنَا وَقِنَا پکارنا تو سب قوموں میں یکساں ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 357-358 ایڈیشن 1984ء)

دربارِ خلافت

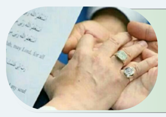

’’سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہئے‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے مہمان نوازی کے حوالے سے ایک میز بان کی ذمہ داریوں کے بارے میں کچھ کہا تھا کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی ایک جوش اور جذبے سے خدمت کریں۔ آج مختصراً مَیں مہمانوں کو، شاملینِ جلسہ کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں تا کہ جلسے کے ماحول کے تقدس کا اُنہیں بھی خیال رہے۔ اُنہیں بھی پتہ ہو کہ یہاں شامل ہو کر اُن کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اور اسی طرح انتظامیہ سے تعاون کی طرف بھی اُن کی توجہ رہے۔ دو ذمہ داریاں ہیں۔ ایک یہ کہ جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اُس کو پورا کرنا۔ روحانی، علمی اور تربیتی لحاظ سے اپنے آپ کو بہتر کرنا۔ دوسرے جو انتظامیہ ہے اُس سے تعاون کرنا۔ ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں، ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رہنا چاہئے کہ ہم نے صرف اپنے حقوق لینے کی ہی خواہش نہیں رکھنی بلکہ دوسرے کے حقوق بھی دینے ہیں اور اپنے ذمّہ جو فرائض ہیں اُنہیں بھی ادا کرنا ہے۔ اور مہمانوں کی جو ذمہ داریاں ہیں اُنہیں بھی ادا کرنا ہے۔

سب سے بڑی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے جو اس بات پر کرنی ہے کہ اُس نے ہمارے لئے، جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے، اس جگہ اور ان حالات میں جہاں عام حالات میں کوئی سہولت بھی نہیں ہوتی سہولت مہیا فرمائی، اس کا انتظام فرمایا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے شکر کے بعد اُن تمام کارکنان کے شکر گزار ہوں اور اُن کے لئے دعائیں کریں جو دن رات کام کر کے آپ کو سہولت مہیا کرنے کے لئے محنت کرتے رہے اور اپنی اَنتھک محنت اور کوشش سے آپ لوگوں کے لئے آرام پہنچانے کے یہاں سامان کئے۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے ایک حدیث کے حوالے سے کارکنان کو کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ اور اس کی بہت ہدایت فرمائی اور اسے بڑی نیکی قرار دیا ہے کہ ایک دوسرے سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بہت بڑی نیکی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلۃ و الآداب باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء حدیث نمبر 6690ء)

پس یہ ہدایت ہر احمدی کے لئے ہے۔ ہر آنے والے مہمان اور جلسے میں شامل ہونے والے کا بھی فرض ہے کہ وہ اس بات کو اپنے پلّے باندھے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ آپ لوگوں کا بھی فرض ہے کہ اگر کارکنوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو صَرفِ نظر سے کام لیں اور عارضی انتظام کی مجبوری کو سمجھیں۔ ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں کیونکہ آپ کا یہاں آنا نیکیوں کے حصول کے لئے ہے اور ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔ اسی طرح آپس میں مہمان جو ہیں، جو یہاں آنے والے ہیں وہ بھی ایک دوسرے کا احترام کریں۔بعض دفعہ ایسے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں کہ آپس کی رنجشیں، جو پرانی رنجشیں ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے کو یہاں آمنے سامنے دیکھ کر بھڑک جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسے موقعے بھی پیدا ہوتے ہیں جو ایک احمدی ماحول میں نہیں ہونے چاہئیں کہ جلسوں پہ آپس میں دو گروہوں کی، دو لوگوں کی تُوتکار بھی ہو جاتی ہے، بعض دفعہ ہاتھا پائی ہو جاتی ہے، تو ایسے لوگوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ ایسے ماحول میں آ کر پھر ایسی حرکتیں کریں۔ ایسے لوگ اس پاکیزہ ماحول کو گندہ کرنے کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ایسے لوگ جن کے دل ایک دوسرے کے لئے کینوں اور بغضوں سے بھرے ہوئے ہیں جلسے پر نہ آئیں اور جو آئے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کے دل میں اگر ایسی رنجش ہے تو آج یہ عہد کرے کہ اس کو دُور کر دے گا۔ اس ماحول میں جو نیکیاں پھیلانے کا ماحول ہے، جو اپنی حالتوں کو بدلنے کا ماحول ہے، اس میں اگر اپنے دلوں کو بغض اور کینوں سے بھر کر رکھنا ہے تو یہاں آنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہاں آنے کا مقصد تو نیکیاں کرنا ہے۔ یہاں آنے والے کو اُس مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش کی ہے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننے کے مقصد کو اپنے سامنے رکھیں۔صرف اور صرف ربّانی باتوں کا سننا اپنا مقصد رکھیں۔ اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ان دنوں میں خاص طور پر سب کے پیشِ نظر ہو۔ پھر جلسہ کی کارروائی کو سنجیدگی سے اور غور سے سننا بھی ایک بہت بڑا مقصد ہے۔

(خطبہ جمعہ 30/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

(کلام سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ)

جب وقت مصائب کی صورت اک بندے کو دکھلاتا ہے
جب تاریکی چھا جاتی ہے غم کا بادلِ گھر آتا ہے

ہر گام پہ پاؤں پھسلتے ہیں آفات کے جھکڑ چلتے ہیں
جب صبر کا دامن ہاتھوں سے رہ رہ کر چھوٹا جاتا ہے

جب آنکھیں بھر بھر آتی ہیں اُمیدیں ڈوبی جاتی ہیں
جب یاس کا دریا چڑھتا ہے دل اس میں غوطے کھاتا ہے

جب ناؤ بھنور میں گھرتی ہے جب موت نظر میں پھرتی ہے
جب حیلے سب ہو چکتے ہیں انسان بے بس ہو جاتا ہے

جب دم سینے میں گھُٹتا ہے جب دل میں ہوکیں اُٹھتی ہیں
جب ’’جینا‘‘ کڑوا لگتا ہے،جب ’’مرنا‘‘ دل کو بھاتا ہے

جب بڑے بڑے جی چھوڑتے ہیں جاں دینے کو سر پھوڑتے ہیں
اس وقت بس ایک ’’مسلماں‘‘ ہے جو صبر کی شان دکھاتا ہے

یہ برکت سب ’’اسلام‘‘ کی ہے تعلیم اس رحمت عام کی ہے
جو ’’نسخۂ تسکیں‘‘ وہ لایا دل مسلم کا ٹھیراتا ہے

بے آس کی آس بن جاتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار

درعدن صفحہ 14-19 ایڈیشن 2008ء

فخر الحق شمس

روزنامہ الفضل کی 109سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر

ارتقائی حالات پر ایک نظر اور تا حال بجا لائی جانے والی خدمات کا جائزہ

قادیان، لاہور، ربوہ اور اب لندن سے آن لائن

ادارہ الفضل ربوہ نے روزنامہ الفضل کے صد سالہ جشن تشکر پر 2013ء کو الفضل کی تاریخ پر ایک بروشر تیار کر کے تقسیم کیا تھا۔ آج اسی بروشر کو تاریخ کے آئینہ میں 109 سال مکمل ہونے پر تفصیل سے بعض اضافوں کے ساتھ اخبار الفضل کا حصہ بنا کر روزنامہ الفضل کی تاریخ کو update کیا جا رہا ہے (ایڈیٹر)

کسی وقت کہا جاتا تھا کہ الفضل ہندوستان کی اردو صحافت کا قدیم ترین اخبار ہے جو 1913ء میں جاری ہوا۔ آج اسے دنیا بھر کی اردو صحافت میں قدیمی روزنامہ اخبار ہونے کا ریکارڈ اور شرف حاصل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سالار احمدیت حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 13 دسمبر 2019ء کو جماعت احمدیہ کے اس ترجمان اخبار کو لندن سے آن لائن محترم حنیف احمد محمود کی زیر ادارت اور نگرانی اجراء فرمایا اور اس کی ویب سائٹ لانچ کر کے اس کے ایک اور سنگ میل کی بنیاد رکھی جو اب دنیا بھر میں لاکھوں کی تعداد میں دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

الفضل کی اہم ترین خدمات خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ارشادات کو محفوظ کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک خلفائے سلسلہ کے خطابات، تقاریر، تحریکات، پیغامات، سوال و جواب اور دوروں کی رپورٹس شائع کرنے کا اولین اعزاز الفضل کو ہی حاصل ہے اور الفضل کے مواد کا اکثر حصہ انہی امور پر مشتمل ہے اسی اخبار کی مدد سے خلفاء کے خطابات، تقاریر نے کتابی صورت اختیار کی ہے مثلاً خطبات محمود، انوار العلوم، خطبات ناصر، خطبات طاہر، خطبات عیدین اور خطبات مسرور اور تقاریر و خطابات وغیرہ الفضل ہی کی کتابی صورتیں ہیں۔ الحکم اور البدر کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دو بازو قرار دیا تھا۔ آج یہ اعزاز الفضل کے حصہ میں آیا ہے۔

مرکز سلسلہ اور بیرونی ممالک سے شائع ہونے والے تمام رسائل و جرائد اور بلیٹن ایک پہلو سے الفضل ہی کے خوشہ چین ہیں۔ کیونکہ وہ الفضل میں شائع ہونے والے حضور کے تازہ ترین خطبہ کا خلاصہ یا متن نقل کرتے چلے آئے ہیں نیز حسب ضرورت دیگر مضامین بھی اصل یا ترجمہ کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔

الفضل پر آنے والے ادوار و مراحل

الفضل پر آنے والے مختلف ادوار اور مراحل کا مختصر جائزہ کچھ اس طرح ہے۔ الفضل آغاز سے ہی ہفت روزہ تھا۔ ایک سال کے بعد ہفتہ میں تین بار ہو گیا۔ 1925ء میں ہفتہ میں دو بار ہوا۔ 8مارچ 1935ء وہ مبارک دن تھا جب ہمیشہ کے لئے یہ روزنامہ ہو گیا۔ 1953ء۔ 1984ء۔ 1990ء اور 2005ء میں جبری بندش ہوئی اور اب دسمبر 2016ء سے پنجاب حکومت کی طرف سے اس کے پرنٹ کرنے پر غیر قانونی پابندی لگا دی گئی ہے۔

روزنامہ الفضل کی 109 سالہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار آغاز سے ہی خلافت احمدیہ کی آواز رہا ہے۔ یہ تاریخ احمدیت کا ماخذ ہے۔ مرحوم بزرگوں کی سیرت و سوانح کا ریکارڈ ہے جماعت احمدیہ میں ہونے والی ولادتوں، وفاتوں، نکاحوں اور شادیوں کا روزنامچہ ہے۔ علمی، ادبی، سائنسی، تاریخی، جغرافیائی اور طبی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اختلافی مسائل اور ان کے حل کا ذخیرہ ہے۔ انقلابات زمانہ اور سیاسی خبروں کا خلاصہ ہے۔ شاعری کا چمن ہے۔ یہ باغ احمدیت کی وہ نہر ہے جو ہر صبح لاکھوں دلوں کی پیاس بجھاتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے مطالعہ اور اس کی قدر و قیمت کا متعدد بار ذکر کیا۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

’’آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہو گی لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔‘‘

(الفضل 28مارچ 1946ء)

پھر فرمایا۔

’’اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔‘‘

(الفضل 31دسمبر 1954ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل آن لائن کے اجراء کے موقع پر اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’الفضل کے 106 سال پورے ہونے پر لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا آغاز ہو رہا ہے اور یہ اخبار روزنامہ الفضل آج سے 106 سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ 18جون 1913ء کو شروع فرمایا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت میں یہ ربوہ سے نکلنا شروع ہوا۔ اس قدیم اردو روزنامہ اخبار کا لندن سے الفضل آن لائن ایڈیشن کا مؤرخہ 13/دسمبر 2019ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ آغاز ہو جائے گا جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں ہر جگہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو گا۔ اس کی ویب سائٹ alfazlonline.org تیار ہو چکی ہے اور پہلا شمارہ بھی اس پر دستیاب ہے۔ یہاں ہماری آئی ٹی کی جو مرکزی ٹیم ہے انہوں نے اس کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

اس میں الفضل کی اہمیت اور افادیت کے حوالے سے بہت کچھ موجود ہے جو ارشاد باری تعالیٰ کے عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات بھی آیا کریں گی اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت احادیث نبویؐ بھی ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے اقتباسات بھی ہوں گے۔ اسی طرح بعض احمدی مضمون نگاروں کے مضمون اور دوسرے جو اہم مضامین ہیں وہ بھی ہوں گے۔ نظمیں بھی احمدی شعراء کی ہوں گی۔ یہ اخبار ویب سائٹ کے علاوہ ٹوئٹر پر بھی موجود ہے۔ ۔ ۔ ۔ یہ کیونکہ اب روزانہ شروع ہو گیا ہے تو سوشل میڈیا کے ان ذرائع سے بھی اردو پڑھنے

الفضل
۱۸ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۱۲ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

والے احباب کو استفادہ کرنا چاہیے اور اسی طرح مضمون نگار اور شعراء حضرات بھی اس کے لیے اپنی قلمی معاونت کریں تا کہ اچھے اور تحقیق مضامین بھی اس میں شائع ہوں۔ اس ویب سائٹ میں روزانہ کے شمارہ کی پی ڈی ایف کی شکل میں امیج فائل بھی موجود ہو گی جس کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ ڈاؤن لوڈ بھی کیا جا سکے گا جو پرنٹ کی شکل میں پڑھنا چاہیں وہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بہرحال اس کا آج ان شاء اللہ آغاز ہو جائے گا۔ اسی طرح پیر کے روز اس میں خطبہ جمعہ کا مکمل متن جو ہے وہ شائع کیا جائے گا اور تازہ خطبے کا خلاصہ بھی بیان ہو جائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13دسمبر 2019ء)

109 سالہ تاریخ پر طائرانہ نظر

18جون 1913ء

18جون ہفت روزہ الفضل کا پہلا پرچہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ادارت میں شائع ہوا۔ آپ ہی اس کے پروپرائٹر، پرنٹر اور پبلشر تھے۔ پہلا پرچہ 26x20/4 کے 16 صفحات پر مشتمل تھا۔ یہ 12رجب 1331ھ کا دن تھا۔ پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 13جون 1913ء درج کیا گیا۔ ابتدائی سرمایہ حضرت اماں جانؓ، حضرت ام ناصر اور حضرت نواب محمد علی خانؓ نے عنایت فرمایا۔

26 تا 28دسمبر 1913ء

الفضل کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا۔

14مارچ 1914ء

خلافت ثانیہ کے قیام پر فتنہ انکار خلافت کے خلاف الفضل نے زبردست مہم چلائی اور غیر مبائعین کے اعتراضات اور وساوس کا قلع قمع کیا۔

21مارچ 1914ء

حضرت مصلح موعودؓ کے خلیفہ متمکن ہونے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ الفضل کے ایڈیٹر بنے۔ الفضل کو 27اگست تک یہ اعزاز حاصل رہا۔

28مارچ 1914ء

الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہونے لگا۔

7جون 1914ء

الفضل کا سائز 22x18/4 کر دیا گیا۔

اگست 1914ء
الفضل کی عملی ذمہ داری حضرت قاضی ظہور الدین اکمل ادا فرماتے رہے۔

3دسمبر 1914ء
الفضل کے پرنٹر اور پبلشر حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانیؓ مقرر ہوئے۔

10نومبر 1915ء
الفضل کو ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا گیا۔

8تا 28دسمبر 1915ء
الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا رہا۔

جنوری تا جون 1916ء
الفضل ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا رہا۔

4جولائی 1916ء
الفضل کی ادارت محترم خواجہ غلام نبی نے سنبھالی جو 1946ء تک یہ فرائض سرانجام دیتے رہے۔

جولائی 1924ء
الفضل اپنے ابتدائی سائز 26x20/4 پر شائع ہونے لگا۔

31جولائی 1924ء تا 8دسمبر 1925ء
حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ کی رپورٹنگ کے لئے الفضل ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا رہا۔

25نومبر 1924ء
حضرت مصلح موعودؓ کے دورہ یورپ سے واپسی پر الفضل نے خیر مقدم نمبر شائع کیا۔

11دسمبر 1925ء
الفضل ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا۔

12جون 1928ء
سیرۃ النبیؐ کے بابرکت جلسوں کے حوالہ سے الفضل نے خاتم النبیینؐ نمبر 7ہزار کی تعداد میں شائع کیا جسے دوبارہ بھی شائع کیا گیا۔ اس طرح کے نمبر کئی سال شائع ہوتے رہے۔ 1929ء میں خاتم النبیینؐ نمبر 15ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

15اپریل 1930ء
فتنہ مستریاں کی سرکوبی کے لئے الفضل ہفتہ میں 4بار شائع ہونے لگا۔

30مئی 1930ء
ہفتہ میں 3بار شائع ہونے لگا۔

8مارچ 1935ء
الفضل روزنامہ ہوگیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خاص پیغام عطا فرمایا۔

26مارچ 1935ء
الفضل کے صفحات 8 کر دیئے گئے۔

یکم جولائی 1936ء
الفضل کے صفحات عام طور پر 12اور خطبہ نمبر کے صفحات 16 کر دیئے گئے۔

20اکتوبر 1937ء
الفضل کے صفحات 8 کر دیئے گئے تاہم خطبہ نمبر 16صفحات پر شائع ہوتا رہا۔

28دسمبر 1939ء
الفضل نے خلافت ثانیہ جوبلی نمبر شائع کیا۔

15ستمبر 1947ء
لاہور سے روزنامہ الفضل کا اجراء ہوا۔ اُس وقت الفضل قادیان سے بھی جاری تھا۔

17ستمبر 1947ء
الفضل کا آخری پرچہ قادیان سے شائع ہوا۔

26دسمبر 1950ء
الفضل نے سالانہ نمبر شائع کرنا شروع کئے جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

27فروری 1953ء
روزنامہ الفضل کو حکومت نے ایک سال کے لئے بند کر دیا۔

15مارچ 1954ء
الفضل ایک سال کے جبری تعطل کے بعد دوبارہ لاہور سے شروع ہوا۔

31دسمبر 1954ء
الفضل ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع ہونے لگا۔ الفضل کا دفتر دارالرحمت غربی ربوہ (الفضل والی گلی) میں تھا۔

12دسمبر 1984ء
الفضل پر حکومت نے پابندی لگا دی۔

28نومبر 1988ء
الفضل 3سال 11ماہ 9دن کے بعد دوبارہ جاری ہوا۔ ایڈیٹر مکرم نسیم سیفی صاحب مقرر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خاص پیغام بھجوایا۔ دفتر الفضل جدید پریس ربوہ کی عمارت میں منتقل ہوا۔

25مارچ 1989ء
الفضل نے احمدیہ صد سالہ جشن تشکر نمبر شائع کیا۔

1988ء تا 2005ء
اس عرصہ میں الفضل کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف 100 کے قریب مقدمات درج کئے گئے۔

21جون تا 20اگست 1990ء
الفضل پر پھر پابندی لگا دی گئی۔

7جنوری 1994ء
لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا آغاز ہوا۔

7فروری تا 8/ مارچ 1994ء
الفضل کے ایڈیٹر نسیم سیفی صاحب، پبلشر، مینیجر آغا سیف اللہ صاحب اور پرنٹر قاضی منیر احمد صاحب، ماہنامہ انصار اللہ کے ایڈیٹر اور مینیجر کے ساتھ اسیر راہ مولیٰ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

1998ء تا 2016ء
الفضل کے مضامین کا سال وار انڈیکس شائع ہوتا رہا۔

1999ء تا 2011ء
الفضل کے سالانہ نمبرز کے عناوین درج ذیل ہیں۔ سیرت صحابہ رسولؐ۔ توحید باری تعالیٰ۔ انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی 2001ء۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2002ء۔ سیدنا طاہر نمبر۔ دورہ افریقہ 2004ء۔ نظام وصیت۔ حضور انور کا دورہ مشرق بعید 2006ء۔ خلافت نمبر۔ نماز نمبر۔ صفائی اور وقار عمل نمبر۔ خدمت خلق نمبر۔

13اکتوبر 2002ء تا 5 دسمبر 2016ء
روزانہ کی بنیاد پر الفضل انٹرنیٹ پر میسر ہوگیا۔

6تا 10اگست 2005ء
الفضل پر پابندی۔

یکم جنوری 2008ء
الفضل کے مضامین 1913ء تا 1965ء پر مشتمل انڈیکس شائع کیا گیا۔

3دسمبر 2008ء
الفضل نے صد سالہ خلافت جوبلی نمبر شائع کیا۔

2010ء
سالانہ نمبر کے ساتھ ساتھ دوران سال تمام خاص نمبرز بھی باتصویر شائع ہونے لگے۔

10اپریل 2013ء
الفضل کے حوالہ سے لاہور میں 6افراد کے خلاف مقدمہ۔ 4 گرفتار۔

2013ء
الفضل کا صد سالہ جوبلی نمبر شائع ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بھجوایا ہوا خصوصی پیغام شائع ہوا۔ اور دفتر الفضل ربوہ، دفتر انصار اللہ پاکستان، نیز لاہور، گوجرانوالہ، کراچی و دیگر شہروں میں صد سالہ جوبلی کے حوالے سے تقریبات و سیمینار منعقد ہوئے۔

2014ء۔ 2015ء
ان دوسالوں میں بالترتیب سیرۃ النبیؐ اور دعا پر سالانہ نمبر شائع ہوئے۔

5 دسمبر 2016ء
حکومت کی طرف سے جبری پابندی کے باعث الفضل شائع نہ ہو سکا۔ اس دن مکرم عبد السمیع خاں کی ایڈیٹری میں آخری پرچہ شائع ہوا۔

6دسمبر 2016ء
روزنامہ الفضل کا آخری سالانہ نمبر بعنوان ’’صبر و استقامت‘‘ جو 30دسمبر 2016ء کو منظر عام پر آنا تھا۔ دوران پرنٹنگ ہی ضیاء الاسلام پریس ربوہ پر چھاپا مار کر پولیس نے اس کی اشاعت (اُس وقت تک جو فرمے شائع ہو چکے تھے) پر قبضہ کرلیا اور پریس کو جبری بند کر دیا گیا۔

ایک نئے تاریخی دور کا آغاز

23فروری 2018ء
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم حنیف احمد محمود (نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ) کی تقرری بطور ایڈیٹر روزنامہ الفضل فرمائی۔ جب اخبار جبری پابندیوں کی وجہ سے بند تھا۔ چونکہ الفضل کا ایک اہم کام جماعتی کارگزاری و ترقیات کا ریکارڈ مستقل تاریخ کے لئے جمع کرنا ہے چنانچہ دفتری ریکارڈ برائے تاریخ احمدیت الفضل کی ڈمی کی تیاری کا آغاز ہوا۔

جولائی 2018ء
مکرم حنیف محمود ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل کے متبادل اخبار آن لائن جاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر 5 نومبر 2018ء کو ’’روزنامہ گلدستہ علم و ادب لندن‘‘ آن لائن جاری ہوا جو روزانہ سوائے اتوار کے مسلسل ڈیڑھ سال تک اپنے علمی و روحانی فیوض سے 50ہزار سے زائد قارئین کو مستفیض کرتا رہا۔

جولائی 2019ء
جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایڈیٹر حنیف محمود صاحب کو ایک ملاقات میں روزنامہ الفضل کو بطور آن لائن پرچہ جاری کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اگست 2019ء
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں ممبران ٹیم الفضل

کی تجدید فرمائی۔ جو اس سے قبل گلدستہ علم و ادب کے لئے بھی کام کر رہی تھی اس ٹیم کے نام درج ذیل ہیں:

مکرم لقمان احمد کشور۔ انچارج کمیٹی۔ مکرم سعید الدین احمد، سیکرٹری۔ مکرم منصور احمد ضیاء۔ مکرم راجہ برہان احمد۔ مکرم عبد الودود۔ مکرم منصور احمد عطاء۔ مکرم ضیاء اللہ احسان۔

بعد ازاں دو دفعہ حضور نے اس میں درج ذیل افراد کا اضافہ فرمایا۔ مکرم حافظ سید مشہود احمد۔ مکرم محمود احمد طلحہ۔ مکرم طاہر محمود مبشر۔ مکرم حافظ طیب احمد۔ مکرم میر انجم پرویز اور مکرم داؤد احمد عابد۔ یہ تمام ممبران نہایت محنت سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

ستمبر 2019ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں الفضل آن لائن کی ترویج و ترقی کے لئے نمائندگان کی تجویز منظور فرمائی جو اس سے قبل گلدستہ علم و ادب کے لئے بھی کام کر رہے تھے۔ بعد ازاں دو بار اس میں اضافہ جات کی منظوری عنایت فرمائی اور آج (26 جولائی 2022ء) کو ان نمائندگان کی تعداد 185 کے لگ بھگ ہو چکی ہے جو بہت مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

13 دسمبر 2019ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ میں خطبہ جمعہ میں روزنامہ الفضل آن لائن کو لندن سے جاری کرنے کا اعلان فرمایا۔ اپنی والدہ ماجدہ کی الفضل کے لیے قربانی کا ذکر کر کے ان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور احباب جماعت کو الفضل کا مطالعہ کرنے کی طرف بلایا۔ نیز جمعہ کے بعد الفضل آن لائن کی ویب سائٹ کا افتتاح بھی اپنے دست مبارک سے فرما کر دعا کروائی۔ **یوں تاریخ احمدیت میں پہلی بار دو روزنامے گلدستہ علم و ادب اور روزنامہ الفضل لندن سے آن لائن حضور انور کی براہ راست نگرانی میں ایک ہی ایڈیٹر اور اس کی ٹیم کے تحت جاری ہوئے جو ایک اعزاز ہے۔**

تاہم حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر 15 مارچ 2020ء کو گلدستہ علم و ادب بند کر دیا گیا اور حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں سے جاری ہونے والے روزنامہ الفضل کی ترویج و ترقی کی خاطر صرف اسی کو جاری رکھا گیا۔ جو اب آن لائن کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں ہر چہار سو اپنی خوشبو بکھیر رہا ہے۔

حضور کا پیغام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل آن لائن کے لئے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا۔

''یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔ اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہوگا۔ پس یہ اخبار ان شاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہوگا۔''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا۔

''احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔ اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔''

(خصوصی پیغام 13 دسمبر 2019ء)

ستمبر 2018ء تا اپریل 2020ء

صرف ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں الفضل ربوہ کے 40 سالوں کے اخبار ''alislam.org'' پر اپلوڈ کئے گئے۔ یوں 1913ء سے لے کر 1970ء اور 1999ء سے 2004ء تک کے شمارے (ماسوائے چند ایک کے) اپلوڈ ہو چکے ہیں اور 2004ء کے بعد 2016ء تک کے شمارے پہلے سے ہی اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

28 مئی 2021ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم حنیف احمد محمود نے لندن سے اپنی ذمہ داریاں نبھانی شروع کیں۔ اس سے قبل لندن میں مقیم ٹیم الفضل کو مکرم حافظ محمد ظفر اللہ عاجز ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل کی اپنی ٹیم کے ساتھ معاونت رہی اور قریباً ایک سال بڑی خوش اسلوبی سے پرچہ کو چلایا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

جولائی 2021ء

دنیا بھر سے مرد و خواتین نے رضا کارانہ طور پروف ریڈنگ، کمپوزنگ اور ایڈیٹنگ کے لئے اپنی خدمات ادارہ روزنامہ الفضل آن لائن کو پیش کرنی شروع کیں جن کی تعداد آج (26 جولائی 2022ء) تک 48 ہے جو بہت محنت اور لگن سے رضا کارانہ طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔

اگست 2021ء

اس ماہ سے الفضل نمبرز کو قارئین کے مطالعہ کی آسانی کے لئے مختلف دنوں میں تقسیم کر کے پیش کیا جانے لگا۔ جیسے کہ

- اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال کا نمبر مشتمل بر 6 دن
- مختلف ممالک میں جلسہ سالانہ کی تاریخ حصہ اول مشتمل بر 6 دن حصہ دوم بر 5 دن
- ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' نمبر بر 8 دن
- ذیلی تنظیموں کے نمبرز بر مشتمل 8 دن، یوم مسیح موعودؑ، یوم خلافت اور یوم مصلح موعودؓ پر بھی نمبرز کو مختلف دنوں تک پھیلایا جا رہا ہے۔

اگست 2021ء

قلمی معاونت کرنے والے ادیبوں، مضمون نویسوں اور مراسلہ نگاروں کے مضامین، آرٹیکلز اور مراسلہ جات کی کثرت کی وجہ سے اخبار کے صفحات 8 سے بڑھا کر 10 اور پھر 12 کر دیئے گئے۔

نومبر 2021ء

اس ماہ سے الفضل آن لائن کا ہر ماہ کا انڈیکس ویب سائٹ پر اپلوڈ

ہونے لگا۔

نومبر 2021ء

الفضل چونکہ تمام جماعت کے جملہ طبقوں کی اصلاح کے لئے کام کرتا ہے اس لئے نومبر 2021ء سے اطفال کارنر، جون 2022ء سے لجنہ کے لئے حدیقۃ النساء کے نام سے اور 7 جولائی 2022ء بزم ناصرات کے نام سے ہفتہ وار کالموں کا آغاز ہو چکا ہے۔

جنوری 2022ء

الفضل آن لائن کے قارئین اور سرکولیشن کی تعداد ہزاروں سے نکل کر لاکھوں میں داخل ہوگئی اور یوں بانی الفضل حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش اور دعا پوری ہوئی۔

''اے میرے مولیٰ! اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔''

اس ارشاد کی روشنی میں اب ادارہ الفضل آن لائن کی نظر اس اخبار کے قارئین کی تعداد کروڑوں تک لے جانے پر لگی ہوئی ہے۔ ان شاءاللہ۔ تا کہ بانی الفضل کی یہ دعا اور خواہش من و عن پوری ہو۔

8/جون 2022ء

الفضل آن لائن میں قسط وار شائع ہونے والے مضامین کو الفضل کی تاریخ میں پہلی بار کتابی شکل میں آن لائن ایڈیشن کے طور پر شائع کرنے کے کام کا آغاز ہوا۔ اور آج (26 جولائی 2022ء) تک درج ذیل کتب دنیا بھر میں سوشل میڈیا پر زیر گردش ہیں۔

1۔ اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال 208 صفحات
2۔ ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہور 231 صفحات
3۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیّتِ الٰہی 138 صفحات
4۔ کتاب تعلیم کی تیاری 365 صفحات
5۔ ارشادات نور 77 صفحات

یکم جولائی 2022ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مکرم قاسم محمود مربی سلسلہ کی تقرری مستقل بنیادوں پر الفضل آن لائن کے لئے فرمائی۔ جن سے لندن میں ادارہ الفضل آن لائن کے باقاعدہ اسٹاف کا آغاز ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک

اللہ تعالیٰ ادارہ الفضل کو دن رات خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ خلیفہ وقت کی آواز اور جماعت احمدیہ کا ترجمان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سرکردگی میں اپنے دامن میں ڈھیروں کامیابیاں سمیٹتا چلا جائے۔ آمین

مرزا خلیل احمد۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

حضرت یحییٰؑ

قسط 20

ایک عظیم نبی، جس کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کو نسبت دی گئی جو غربت کے حالات میں رہا مگر نیکیوں میں جلدی کرنا اس کا شیوہ رہا، اور جس نے ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائی

''حضرت اقدس (مسیح موعود علیہ السلام) نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا: ''یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَالۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ۔ اور فرمایا کہ: ''اس میں ہم کو حضرت یحییٰ کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں''

(ملفوظات، جلد دوم صفحہ 203)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ: قصہ لکھا ہے کہ یحییٰ کو آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اچھے ہو۔ مسیح نے کہا کہ میں نے سلامتی کا دعویٰ تو آپ کیا ہے وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ (مریم:34) مگر تیرے لئے خدا نے سَلٰمٌ عَلَیۡہِ (مریم:16) فرمایا ہے۔ اس لئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ صوفیاء کا ذوقی لطیفہ ہے''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 65)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ: صابی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عظیم الشان مانتے ہیں اور حضرت یحییٰ کو بھی''۔

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 117)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے زیر آیت: ''یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ'' (الانعام:131)، کی تفسیر میں ''رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ''، کی شرح میں تحریر فرمایا ہے: ''تم ہی میں سے رسول ہوئے۔ انبیاء امراء بھی ہوئے ہیں جیسے سلیمان علیہ السلام اور غرباء بھی جیسے یحییٰ علیہ السلام''

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 184)

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام درمیانی نبیوں میں سے ایک نبی ہیں جن کی حیثیت ایک مجدد کی سی تھی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 232)

اس کا نام: اسمہ یحییٰ

قرآن کریم میں ان کا نام یحییٰ آتا ہے لیکن اردو بائبل میں یحییٰ کی بجائے یوحنا نام لکھا ہے۔ عبرانی اور یونانی زبان میں انہیں John اور Jhanan بھی کہتے ہیں انگریزی بائبلوں میں بھی ان کا نام John لکھا ہوا ملتا ہے۔

یحییٰ لفظ کے معنے زندہ رہنے والا کے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اس نام کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ: یحییٰ کے نام میں اشارہ ہے کہ ''اَحۡیَاءٌ اللّٰہُ بِالۡاِیۡمَانِ'' ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائے۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 59)

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس نام کے بارے میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں: یحییٰ کے معنے ہیں وہ شخص جو زندہ رہتا ہے پس ''اِسۡمُہٗ یَحۡیٰی'' کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ یہ بچہ زندہ رہے گا تم اس کا نام یحییٰ رکھنا یا اس کی صفت یحییٰ ہوگی اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہوگا۔ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ شہداء ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے یحییٰ نام میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ یہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوگا اور ایسے اعلیٰ درجہ کا روحانی مقام رکھے گا۔ کہ دنیا میں اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 128)

(دوسرے یہ کہ) مسیح جیسا نبی کبھی مر نہیں سکتا اور مسیح اس لئے نہیں مر سکتا کہ وہ ایک نہ مرنے والے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کا ارہاص تھا اور یوحنا (یحییٰ) اس لئے نہیں مر سکتا کہ وہ مسیح کا ارہاص تھا۔ جو خود ایک نہ مرنے والے نبی کا ارہاص تھا چنانچہ دیکھ لو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء گزرے ہیں۔ مگر ہمیں تو سو نبیوں کا بھی علم نہیں۔ باقی سب مر گئے ہیں۔ پس نبی کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ بعض زندہ رہتے ہیں اور بعض مر جاتے ہیں۔ حضرت یحییٰؑ ان نبیوں میں سے ہیں جو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے گئے ہیں کیونکہ ان کی نبوت مسیحؑ کے ساتھ وابستہ تھی اور مسیحؑ اس لئے نہیں مر سکتے کہ ان کی نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ تھی جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے والے نبی ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 128-129)

قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک کامل دعا مانگی جسے خدائے کریم نے قبولیت سے نوازتے ہوئے فرمایا: اے زکریا! ہم تمہیں ایک بچہ کی بشارت دیتے ہیں جو جوانی کی عمر تک پہنچے گا۔ اس کا نام (خدا کی طرف سے) یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔ (مریم:8)۔ عموماً پیدائش سے پہلے نام نہیں رکھا جاتا بلکہ پیدائش کے بعد نام رکھا جاتا ہے۔ پس اسمہ یحییٰ کے معنے یہ ہیں کہ جب وہ بچہ جس کی خوشخبری دی جا رہی ہے پیدا ہو تو تم اس کا نام یحییٰ رکھنا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بچے کے لئے یہ نام پسند فرمایا ہے۔

لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا کے الفاظ کے استعمال میں حکمت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''قرآن شریف اپنے زبردست ثبوتوں کے ساتھ ہمارے دعوے کا مصدق اور ہمارے مخالفین کے اوہام باطلہ کی بیخ کنی کر رہا ہے اور وہ گزشتہ نبیوں کے واپس دنیا میں آنے کا دروازہ بند کرتا ہے اور بنی اسرائیل کے مثیلوں کے آنے کا دروازہ کھولتا ہے۔ اسی نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے: ''اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ'' (الفاتحہ:6-7) اس دعا کا ماحصل کیا ہے یہی تو ہے کہ ہمیں اے ہمارے خدا نبیوں اور رسولوں کا مثیل بنا اور پھر حضرت یحییٰ کے حق میں فرماتا ہے: ''لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا''۔ (مریم:8)۔ یعنی یحییٰ سے پہلے ہم نے کوئی اس کا مثیل دنیا میں نہیں بھیجا جس کو باعتبار ان صفات کے یحییٰ کہا جائے۔ یہ آیت ہماری تصدیق بیان کے لیے اشارۃُ النص ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس جگہ آیت موصوفہ میں قبل کی شرط لگائی۔ بعد کی نہیں لگائی۔ تا معلوم ہو کہ بعد میں اسرائیلی نبیوں کے ہم ناموں کے آنے کا دروازہ کھلا ہے۔ جن کا نام خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہی ہوگا جو ان نبیوں کا نام ہوگا جن کے وہ مثیل ہیں۔ یعنی جو مثیل موسیٰ ہے اس کا نام موسیٰ ہوگا اور جو مثیل عیسیٰ ہے اس کا نام عیسیٰ یا ابن مریم ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں ''سَمِیّ'' کہا مثیل نہیں کہا تا معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جو شخص کسی اسرائیلی نبی کا مثیل بن کر آئے گا وہ مثیل کے نام سے نہیں پکارا جائے گا بوجہ انطباق کلی اسی نام سے پکارا جائے گا جس نبی کا وہ مثیل بن کر آئے گا''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 389-390)

مفسرین کے نزدیک اس آیت کے معنے اور مستشرقین کے اعتراض

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ کے ان الفاظ: ''لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا'' کا بعض مفسرین نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے دنیا میں کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا گیا تھا۔ حالانکہ یہ درست بات نہیں ہے۔ بائبل میں بعض ایسے لوگوں کا ذکر آتا ہے جن کا نام یوحنا (یعنی یحییٰ) تھا۔ چنانچہ یہودیوں کے ایک سردار کا نام یوحناہ لکھا ہے۔ (نمبر 2 سلاطین باب 25 آیت 23)۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک پڑپوتے کا نام یوحنا تھا۔ (نمبر 1 تواریخ باب 3 آیت 15)۔ اسی طرح عزرا نبی کے ساتھ جو لوگ ایران سے یروشلم بنانے کے لئے آئے ان میں سے ایک شخص کا نام یوحنا تھا۔ (عزرا باب 8 آیت 12)۔ پس مفسرین کا یہ خیال کہ اس نام کا پہلے کوئی شخص نہیں گذرا یہ واقعات کے خلاف ہے۔

اسی بات پر جو بعض مسلمان مفسرین نے بیان کی بناء کرتے ہوئے بعض عیسائی مفسرین قرآن نے اعتراض اٹھاتے ہوئے بائبل سے یوحنا کے ہم نام پیش کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نَعُوۡذُ بِاللّٰہ) کسی سے بائبل کی تھوڑی سی باتیں سنی ہوئی تھیں ان سے دھوکا کھا کر آپ نے یہ خیال کر لیا کہ یحییٰ نام کا پہلے کوئی شخص نہیں گزرا۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ اس سے پہلے کسی کا نام یوحنا نہیں تھا۔ قرآن کریم کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ قرآن کریم تو یہ کہتا ہی نہیں کہ ان کا ہم نام کوئی نہیں تھا۔ بلکہ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ ''لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا'' ہم نے اس سے پہلے کسی اور کو اس کا سمی (ہم نام) نہیں بنایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو یہ نام عطاء نہیں فرمایا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 129)

اس آیت کے حقیقی معانی

عموماً بچوں کے نام ان کے والدین رکھا کرتے ہیں وہ بچہ عیسائیوں میں سے ہو۔ ہندوؤں میں سے ہو یا مسلمانوں میں سے ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کے نام رکھا کرتے ہیں مگر یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس سے پہلے کسی کا نام یوحنا نہیں رکھا۔ اب اس قرآنی بیان

کے بعد اگر یوحنا نام کے لوگ اس دنیا میں دس کروڑ بھی ثابت ہو جائیں تب بھی کیا حرج ہے۔ کیونکہ سوال یہ نہیں کہ یوحنا نام پہلے تھا یا نہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا اس سے پہلے کسی اور کا نام خود خدا تعالیٰ نے یوحنا رکھا تھا؟ پس یہ ٹھیک بات ہے کہ جتنے نام بھی بتائے جاتے ہیں وہ سب ایسے ہیں جو ماں باپ نے رکھے تھے اور یہاں اس کا نام ذکر ہے جو خدا تعالیٰ نے رکھا۔ اس لئے اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 130)

دوسرے عربی زبان میں سَمِیًّا کے معنے مثل کے بھی ہوتے ہیں پس ’’لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا‘‘ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی مثل نہیں بنایا۔ گویا اس میں ان کے بے مثل ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بے مثل ہونا بھی اپنے اپنے دائرہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں فلاں شخص گھوڑے کا بے مثل سوار ہے۔ فلاں بے مثل کاتب ہے۔ فلاں بے مثل مقرر ہے۔ اب اس کے یہ معنے تو نہیں ہوتے کہ جو گھوڑے کی سواری میں بے مثل ہے وہ بے مثل کاتب بھی ہے یا بے مثل رنگساز بھی ہے۔ جو شخص بے مثل کہلاتا ہے وہ اپنی کسی خاص خوبی میں بے مثل کہلاتا ہے۔ یہ مراد نہیں ہوتی کہ سارے جہان کی خوبیاں اور کمالات اس میں پائے جاتے ہیں۔

یحییٰ وہ پہلے نبی ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ الیاس کا نام پاکر آئے ہیں گویا ارہاص والے نبیوں میں سے یہ پہلے نبی تھے۔ جو الیاس کا نام پاکر اسی کی صفات پر آئے۔ اس سے پہلے پرانے نبیوں میں کوئی ایسا نبی نہیں مل سکتا جو کسی دوسرے نبی کے لئے ارہاص کے طور پر آیا ہو۔ لیکن یحییٰ کے بعد حضرت مسیحؑ آگئے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارہاص تھے۔ اور پھر حضرت سید احمد صاحب بریلوی آگئے جو حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ارہاص تھے۔

پس یہاں یہی خبر دی گئی تھی کہ ہم نے اس سے پہلے کسی اور کو اس کا مثل نہیں بنایا۔ یعنی یحییٰ وہ پہلے شخص ہیں جو کسی کے مثیل ہو کر آئے ہیں چنانچہ دیکھ لو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو ہمیں بار بار یحییٰ کا نام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں بتایا گیا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔

جب مخالف ہم سے پوچھتے ہیں کہ وہ مسیح کہاں ہے؟ تو ہم کہتے ہیں مسیح ناصری کے وقت میں بھی لوگوں نے یہی سوال کیا تھا۔ جب حضرت مسیحؑ نے دعویٰ کیا تو لوگوں نے پوچھا کہ ملاکی نبی کتاب میں ایلیاہ کے دوبارہ نزول کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ وہ مسیح سے پہلے آئے گا وہ ایلیاہ کہاں ہے۔ حضرت مسیحؑ نے جواب دیا کہ یوحنا ہی ایلیاہ ہے۔ اگر چاہو تو قبول کرلو۔ پس جس طرح وہاں ایلیاہ کے نام پر یوحنا آیا اسی طرح یہاں مسیح ناصری کے نام پر خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے مسیح کو بھیج دیا۔ اس طرح اب ہماری جماعت بھی مجبور ہے کہ وہ یحییٰ کے نام کو زندہ رکھے کیونکہ مثلیت کا نکتہ انہی کے ذریعہ سے حل ہوا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 130-131)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی آمد بطور ارہاص

قرآن کریم اور انجیل دونوں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی آمد بطور ارہاص لکھی ہے۔ چنانچہ ’’انجیل میں لکھا ہے کہ وہ مسیح کے لئے بطور ارہاص ہوگا۔ سورہ آل عمران میں لکھا ہے ’’مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ‘‘ جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا (آل عمران:40)۔ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ ایلیاہ کی روح اور اس کی قوت میں مسیح کے آگے آگے چلے گا اور قرآن نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی آمد سے ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا جو صحف سابقہ میں پائی جاتی ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 136)

حضرت یحییٰ اور انجیل کا بیان

انجیل میں بھی حضرت یحییٰ کے بارے میں جو بیان ہے اس بارے میں لکھا ہے زکریا کاہن اور اس کی بیوی الیسبات (یعنی الزبتھ) بڑھے تھے۔ عورت بانجھ تھی۔ لڑکا کوئی نہ تھا۔ دونوں نیک اور راستباز تھے۔ ایک دن وہ خوشبو جلانے کے لئے ہیکل میں گیا تو فرشتہ ملا جس نے کہا کہ: ’’زکریا مت ڈر کہ تیری دعا سنی گئی اور تیری جورو الیسبات تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی تو اس کا نام یوحنا رکھنا اور تجھے خوشی و خورمی ہوگی اور بہتیرے اس کی پیدائش سے خوش ہوں گے۔ کیونکہ وہ خداوند کے حضور بزرگ ہوگا اور نہ مے اور نہ کوئی نشہ پئے گا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا اور بنی اسرائیل میں سے بہتوں کو ان کے خداوند خدا کی طرف پھیرے گا اور وہ اس کے آگے الیاس کی طبیعت اور قدرت کے ساتھ چلے گا۔‘‘ (لوقا باب آیت 5 تا25)۔ پھر لکھا ہے کہ یہ فرشتہ جبریل تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 132)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور تورات

قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اس کے بعد یحییٰ پیدا ہوگیا اور ہم نے اسے کہا اے یحییٰ تو الٰہی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور ہم نے اسے چھوٹی عمر میں ہی اپنے حکم سے نوازا تھا یعنی ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ (مریم:13)

اس آیت سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ تورات اور اس کے صحیفے اس وقت تک منسوخ نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پر کسی نئی کتاب کے اترنے کے نہ مسلمان قائل ہیں اور نہ عیسائی۔ پس الکتب سے مراد تورات ہی ہے جس کو مضبوطی سے پکڑنے کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم ہوا اور پھر آگے مسیح نے بھی یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ گویا اسی کے دین کی اتباع کا اقرار کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کوئی نئی کتاب نہیں لائے۔ کیونکہ جب ایک ہی زمانہ میں دو نبی ظاہر ہو رہے تھے اور ایک ہی قوم کی طرف آنے والے تھے اور ایک دوسرے کا شاگرد ہونے والا تھا۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ ایک تو تورات پر مضبوطی سے قائم ہو اور دوسرا اس شریعت کو منسوخ کرکے ایک اور کتاب لے آئے۔ پس یہ الفاظ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ موسوی شریعت ابھی جاری رہنے والی تھی۔ اگر وہ مسیحؑ کے ذریعہ منسوخ ہونے والی ہوتی تو اتنی شدت کے ساتھ نہ کہا جاتا کہ: ’’اس کتاب پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرو‘‘۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس وقت تک بنی اسرائیل کے لئے تورات ہی واجب العمل تھی۔ اگر وہ جلدی ہی منسوخ ہوجانے والی ہوتی تو اس قدر تاکید نہ کی جاتی۔ کہ پوری مضبوطی کے ساتھ اس پر عمل کرو۔ یہ الفاظ دفعۃ الوقتی کے لئے استعمال نہیں ہوسکے۔ بلکہ اسی صورت میں استعمال ہوسکتے ہیں جب اس شریعت نے ابھی کچھ عرصہ تک قائم رہنا ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 146)

چھوٹی عمر میں الہام ہونا

پھر فرمایا: ’’اور ہم نے اس کو بچپن کی عمر سے ہی حکم دیا تھا یعنی ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی‘‘۔ ’’صَبِیًّا‘‘ کے لفظ کے معنے بچپن کی عمر کے بھی ہوتے ہیں، لیکن درحقیقت مراد یہ ہے کہ وہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا قرب عطا کردیا۔ یعنی ابھی لوگ ان کو بچہ ہی جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر کلام نازل ہونے لگ گیا۔ ہمارے ہاں بھی محاورہ ہے کہ فلاں تو ابھی کل کا بچہ ہے۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ ابھی تو وہ چھوٹی عمر کا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ دودھ پیتا بچہ ہے لیکن اس کے علاوہ جوانی کے لئے بھی یہ لفظ بول لیتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 146)

نرم دل، پاکباز اور متقی

اگلی آیت میں فرمایا: ’’اور یہ بات ہماری طرف سے بطور مہربانی اور شفقت کے تھی اور اسے پاک کرنے کے لئے تھی اور وہ بڑا متقی تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھے۔ (مریم:14)

عربی لغت میں حنان کے لفظ کے کئی معنے ہیں اس کے معنے رحمت، رزق، برکت، دل کی نرمی، ہیبت اور وقار کے ہیں (اقرب) اس جگہ ’’وَحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا‘‘ کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے اسے دل کی نرمی بخشی۔ ساتھ ہی فرماتا ہے ’’وَزَکٰوۃً‘‘ یعنی اس میں پاکیزگی اور تقدس بھی پایا جاتا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 146)

’’وَکَانَ تَقِیًّا‘‘ اور وہ صاحب تقویٰ تھا۔ پہلے فرمایا کہ اس میں زکوٰۃ یعنی پاکیزگی پائی جاتی تھی پھر فرمایا کہ اس میں تقویٰ پایا جاتا تھا۔ اردو میں جب ہم معنی الفاظ آجائیں تو انسان سمجھتا ہے کہ ان کے کوئی الگ الگ معنے نہیں صرف ایک ہی مفہوم کو مختلف الفاظ میں حسن کلام کے لئے ادا کیا گیا ہے۔ لیکن عربی زبان میں یہ بات نہیں۔ عربی زبان میں ہر لفظ الگ الگ معنے رکھتا ہے۔ پس کَانَ تَقِیًّا اور مفہوم کا حامل ہے اور زکوٰۃ کا لفظ اور مفہوم کا حامل ہے۔ زکوٰۃ کا لفظ عربی زبان میں اندرونی خرابیوں کو دور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور تقویٰ کا لفظ باہر سے آنے والی خرابیوں کو دور کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ ہم نے اس کو اپنے پاس سے حلم اور نرمی بخشی اور ہم نے اس کے اندرونی خیالات بھی پاکیزہ بنائے اور جو باہر سے خرابیاں آتی ہیں ان کے مقابلہ کی بھی اس کو طاقت بخشی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 148)

والدین سے حسن سلوک کرنے والا

مزید صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ’’اور اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر وظالم (اور) نافرمان نہیں تھا۔ (مریم:15)

بَرِّیۡ یَمِیۡنَہٗ کے معنے ہوتے ہیں کہ اس نے اپنی قسم کو پورا کرکے دکھایا یعنی اپنی بات کا پکا اور سچا نکلا۔ اور بَرَّ وَالِدَہٗ کے معنے ہوتے ہیں کہ اس نے اپنے والد کی پوری اطاعت کی اور اس کے ساتھ نرمی اور محبت کا سلوک کیا۔ اور جو باتیں اس کو پسند تھیں ان کو اس نے اختیار کیا اور جو باتیں اس کو ناپسند تھیں ان کو اس نے چھوڑ دیا ہو تو ایسے شخص کو بَرٌّ بھی کہتے ہیں اور بَآرٌّ بھی کہتے ہیں۔ (اقرب)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے باپ کو خوش کرنے کے لئے ظاہری اور باطنی طور پر وہ تمام اخلاق اپنے اندر پیدا کرلے جن کو وہ پسند کرتا ہو اور ان تمام برائیوں کو ترک کردے جن کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اس وقت سے اسے بر اور بار کہتے ہیں۔ لیکن بر کے لفظ میں بار سے زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ ہرگز سخت گیر وظالم (اور) نافرمان

نہیں تھے۔ (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 148)

سلامتی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام

اور جب وہ پیدا ہوا تب بھی اس پر سلامتی تھی' اور جب وہ مرے گا اور جب وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا (تب بھی اس پر سلامتی ہو گی)۔

(مریم:16)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تب بھی اس پر سلامتی تھی اور جب وہ مرے گا تب بھی اس پر سلامتی ہو گی اور جب وہ زندہ کر کے دوبارہ اٹھایا جائے گا تب بھی اس پر سلامتی ہو گی۔ اس سے بعض لوگوں کا ذہن اس طرف منتقل ہوا ہے کہ یہاں سلامتی سے جسمانی سلامتی مراد ہے اور چونکہ یہ سلامتی ان کی موت کے دن کے لئے بھی مقدر تھی۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ حالانکہ اگر آپ سلامتی نازل ہونے کا یہی مفہوم ہے کہ آپ قتل سے محفوظ رہے تو قیامت کے دن آپ پر سلامتی نازل ہونے کے کیا معنے ہیں۔کیا قیامت کے دن بھی کوئی دشمن آپ کے قتل کی تدبیر کرے گا کہ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی سلامتی آپ کے لاحق حال ہو گی۔ اگر سلامتی کا اس جگہ یہی مفہوم لیا جائے کہ اس میں دشمنوں کی تدابیر قتل کا رد ہے۔ تو اس کے معنے یہ بنیں گے کہ جس دن حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اس دن بھی وہ قتل سے محفوظ رہیں گے۔جس دن وہ فوت ہوں گے اس دن بھی وہ قتل نہیں ہوں گے اور جب قیامت کے دن وہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو اس دن بھی قتل نہیں ہوں گے۔ کیا قیامت کے دن بھی وہ قتل ہو سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے متعلق ''وَیَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا'' پر بھی سلامتی کا وعدہ کرنا پڑا۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تین مختلف زمانوں کو بیان کیا ہے مگر لوگوں نے غلطی سے اس کا مفہوم کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔ دراصل انسانی زندگیاں تین ہوتی ہیں۔ ایک زندگی شروع ہوتی ہے انسانی پیدائش اور ختم ہوتی ہے انسانی موت پر۔ دوسری زندگی موت سے شروع ہوتی اور قیامت تک قائم رہتی ہے۔ اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے۔مگر اس کے بعد ایک تیسرا زمانہ ہے۔ جسے قرآن کریم نے یوم البعث قرار دیا ہے اور جس دن کامل طور پر جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ یہ تین ابتدائی نقطے ہیں انسانی زندگی کے۔ پیدائش ابتدائی نقطہ ہے حیات دنیا کا۔موت ابتدائی نقطہ ہے حیات برزخی کا۔ اور یوم البعث ابتدائی ہے حیات اخروی کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تینوں نقطہ ہائے حیات میں سلامتی ہی سلامتی ہے اس کی پیدائش پر بھی ہماری طرف سے سلامتی نازل ہو گی اور وہ زندگی بھر اس سے متمتع ہوتا رہے گا۔ پھر جب وہ وفات پائے گا تب بھی اس پر سلامتی نازل ہو گی اور وہ عالم برزخ میں بھی سلامتی سے حصہ پائے گا اور اس کے بعد جب یوم البعث آئے گا تو اس دن بھی اس پر سلامتی نازل ہو گی اور وہ اخروی حیات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت رہے گا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 149-150)

دیگر مومنین کے لئے بھی اسی سلامتی کا ذکر

غرض اس آیت میں قتل کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ اس میں تین زندگیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ان تینوں زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے مورد ہوں گے مگر یہ سلام صرف حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے لئے نہیں آیا بلکہ سب مومنوں کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ سورہ انعام آیت نمبر 55 میں آتا ہے: ''وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ''۔یعنی جب تیرے پاس ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے لوگ آئیں تو ان کو ہمارا یہ پیغام دے دینا کہ تم پر سلام ہو تمہارے رب نے تمہارے لئے اپنے آپ پر رحمت واجب کر لی ہے۔ یہ سلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ ان میں سے کئی شہید ہوئے۔ پھر سب مومنوں کی نسبت آتا ہے۔ ''اَلَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰٮہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ'' (نحل:33) یعنی جن لوگوں کی روح فرشتے اس حلت میں نکالتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں فرشتے انہیں کہتے چلے جاتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو۔ جاؤ اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ فرشتے مومنوں کی جان کئی طرح نکالتے ہیں۔تو کیا اگر سلامتی کے معنے دشمنوں کے ہاتھوں سے نہ مارے جانے کے ہیں تو یہ عجیب بات نہ ہو گی کہ دشمن ان کو قتل بھی کر رہا ہو گا اور فرشتے ساتھ ساتھ سلام بھی کرتے جا رہے ہوں گے۔ گویا جو بات ہو رہی ہو گی اس کی تردید کر رہے ہوں گے۔ اسی طرح سورہ طہٰ آیت نمبر 48 میں آتا ہے: ''وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی'' کہ جو بھی ہدایت کے تابع چلے اس پر سلامتی ہے۔ اگر سلام کے معنے دشمنوں کے قتل سے محفوظ رہنے کے لئے جائیں تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ کبھی کوئی مومن قتل نہیں ہوتا پھر سورہ مائدہ آیت نمبر 17 میں مومنوں کی نسبت فرمایا ہے : ''یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ'' یعنی قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو جو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع ہوتے ہیں سلام کے راستے دکھاتا ہے۔ اب اگر سلام کے معنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل نہ ہونے کے کئے جائیں تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایسی زندگی بخشتا ہے کہ وہ کبھی دشمن کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوتے جو بالبداہت غلط ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 150-151)

سلامتی کا حقیقی مفہوم

اصل بات یہ ہے کہ سلام ایک وسیع معنوں کا حامل لفظ ہے۔ بعض موقعوں پر یقیناً اس کے یہ معنے بھی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ دشمن کے کسی حملہ سے بچا لے گا۔ لیکن بعض جگہ بیماری سے بچانے کے اور بعض جگہ ناکامی سے بچانے کے معنے ہوں گے۔ بہرحال بغیر کسی زبردست قرینہ کے ایک عام لفظ کے کوئی خاص معنے کرنے اور وہ بھی ایسے جو تاریخی واقعات کے سراسر خلاف ہوں کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتے۔ پس یہاں سلامتی سے جسمانی سلامتی مراد نہیں بلکہ روحانی سلامتی مراد ہے۔ اگر جسمانی سلامتی مراد ہو تو موت کے دن بھی اس پر سلامتی ہونے کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انسان جب بھی مرتا ہے کسی بیماری یا حادثہ سے مرتا ہے اور جب وہ کسی بیماری یا حادثہ سے ہلاک ہو گا تو اس کے لئے سلامتی کہاں ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جسمانی سلامتی مراد نہیں بلکہ روحانی سلامتی مراد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جس دن وہ پیدا ہو گا اس دن بھی اس پر سلامتی ہو گی اور وہ تمام دماغی اور جذباتی کمزوریوں سے محفوظ ہو گا اور جس دن وہ مرے گا اس دن بھی اس پر سلامتی ہو گی یعنی وہ تمام روحانی امراض سے پاک ہو گا اور جس دن وہ دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اس دن بھی اس پر سلامتی ہو گی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 149-151)

مسیحیت کے رد کے دلائل

''یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ'' سے آخر رکوع تک (مریم:13-16) مسیحیت کے رد کے دلائل بیان کئے گئے ہیں اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بیان کرو گے تو عیسائی مانیں گے نہیں۔ ہم تمہیں گر بتاتے ہیں کہ انجیل میں یوحنا کا ذکر پڑھو۔ وہاں تمہیں وہی باتیں ملیں گی جو عیسائی حضرت مسیحؑ کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ پس تم انہیں بتاؤ کہ مسیحؑ میں کوئی نرالی خصوصیت نہیں جس کی وجہ سے اسے خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا جا سکے۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 152)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے لفظ ''حصور'' اور اس کا مفہوم

فَنَادَتۡہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَہُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۴۰﴾

(اٰل عمران: 40)

اس پر فرشتوں نے اسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہو گا اور (نیز) سردار اور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکوں میں سے (ترقی کر کے) نبی ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت میں مذکور لفظ (حَصُوۡرًا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے''

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 31
بحوالہ دافع البلاء ومعیار اہل الصفاء صفحہ 4 آخری ٹائیٹل حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے : **حَصُوۡرًا: بدیوں سے پاک۔** یہ غلط ہے کہ وہ ہیجڑے تھے۔ انبیاء کے صفات بِلا ضرورت کے بیان نہیں ہوتے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَمَا کَفَرَ سُلَیۡمٰنُ'' (البقرہ:103) تو کیا نبی کافر بھی ہو سکتا ہے۔ پس یہ ''حَصُوۡرًا'' بھی اِس الزام کی تردید میں آیا ہے جو ان پر لگایا گیا۔ ایک کنچنی نے زکریّا کے خاندان پر یہ گند بکا تھا۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 468)

اور ہم نے اس کی دعا کو سنا اور اس کو یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کر دیا۔ وہ سب لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو محبت اور خوف سے پکارتے تھے اور ہماری خاطر عجز کی زندگی بسر کرتے تھے۔ (الانبیاء:91)

یہاں زکریاؑ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ بھی اسی جماعت میں شامل تھے۔ اور فرماتا ہے کہ زکریاؑ کو بھی یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا کہ اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے تب ہم نے اس کی دعا سنی اور اسکی بیوی کی اصلاح کی اور اس کو یحییٰ عطا کیا۔ پھر وجہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے ان لوگوں کی تنگیوں کو کیوں بدل دیا اس لئے کہ یہ گروہ نیکی کرنے میں جلدی کرتا تھا اور ہمارے انعام کی رغبت سے اور ہماری سزا کے خوف سے ہمیں پکارتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ ہمارے حضور عاجزی کیا کرتا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 562)

مریم رحمٰن

حیاتِ نورالدینؓ

طبیب بے مثال

قسط 9 (حصہ دوم)

غریب وامیر کے لئے برابری کی سطح پر خدمت

ایک دفعہ آدھی رات کے وقت مہاراجہ کشمیر کی طبیعت کی خراب ہوگئی تو مہاراجہ نے آپ کے پاس اپنا ملازم بھیجا کہ جلدی آئیں۔ اسی وقت ایک مہترانی بھی آپ کی خدمت میں آئی کی میرے خاوند کے پیٹ میں بہت درد ہے، اور بڑی لجاجت سے منتیں کیں۔ اور رونے لگی۔ آپ نے مہاراجہ کے ملازم سے کہا کہ تم جاؤ میں اس کے شوہر کو دیکھ کر مہاراجہ کی خدمت میں آتا ہوں (۔ملازم نے جاکر آپ کی شکایت کی کہ مہاراجہ سے پہلے آپ نے اس کو دیکھا ہے)۔آپ نے اس کا علاج کیا وہ ٹھیک ہوگیا اور دعائیں دیں اور کہا کہ پرمیثر تینوں سکھی رکھے۔ تے اونہوں وی جو تینوں ایتھے لیایا اے۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہوگیا کہ اس کے دل سے یہ دعا نکلی ہے ضرور قبول ہوگی۔ مہاراج ضرور اچھے ہوگئے ہونگے۔ چنانچہ آپ جب مہاراجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ آپ کے انتظار میں تھا۔ آپ نے ساری بات اس کو سنائی۔ وہ کہنے لگا کہ ایسا ہی ہے میں اب بہتر ہوں پھر کہنے لگا کہ طبیب کو ایسا ہی ہونا چاہئے اور دو سونے کی چوڑیاں آپ کو تحفہ میں دیں۔ آپ نے اس ملازم کو بلوایا اور فرمایا کہ اس میں تمہارا بھی حصہ ہے اگر تم مہاراج کے پاس میری شکایت نہ کرتے تو مجھے یہ انعام نہ ملتا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 434-435)

غرباء کو مفت دوا دینا

بھیرہ میں آپ نے خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت مطب بھی جاری کر دیا۔ مطب چلنے کا کوئی امکان نہیں تھا کیونکہ آپ مریضوں سے مانگتے نہیں تھے اور غرباء کو دوا مفت دیتے تھے (اور یہی دستور آپ کا آخر دم تک رہا)۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 77)

مریضوں سے مناسب یا کم فیس لینا تو کجا آپ خود فرماتے ہیں کہ مخلوق پر کبھی بھروسا نہیں کیا اور ارادہ بھی نہ کیا کہ کسی کو قیمتاً دوائی دوں بلکہ یقین کامل تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص کارخانہ سے رزق بھیجے گا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 95)

طبابت بطور خدمت خلق نہ کہ بطور ذریعہ آمدن

حضرت خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے مشورہ پر نواب بہاولپور نے ان کو اپنے علاج کیلئے مدعو کیا۔ شفایاب ہونے پر ان کو خواہش ہوئی کہ حکیم نورالدین صاحب ریاست بہاولپور ہی میں بس جائیں تا کہ اور لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ نواب صاحب نے چاہا کہ ان کو ہزاروں ایکڑ کی ایک جاگیر دے کر فکر معاش سے آزاد کر دیں۔ آپ نے کہا: اب تو آپ اپنی ضرورت کیلئے چل کر بھی میرے پاس آتے ہیں اور

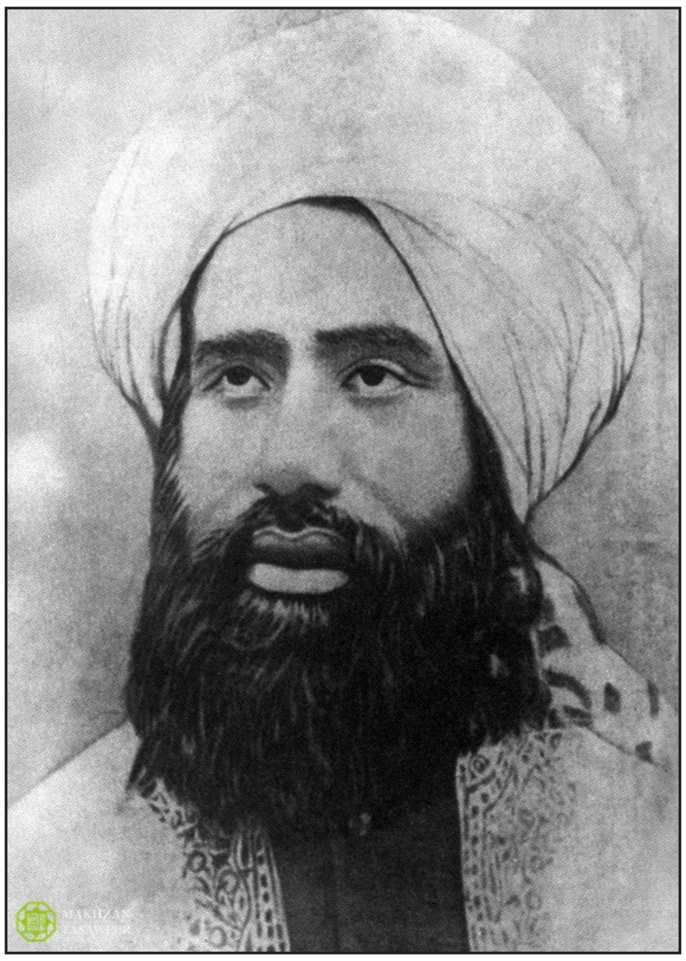

جب میں ریاست کا ایک ذیلی جاگیر دار ہوا تو حاضری دینا میرا فرض ہوگا... میں سرمایہ کے بدلے وقار کا سودا کرنے سے معذور ہوں۔

(بیاض نورالدین صفحہ 20)

طبی کتب کا درس

قادیان میں ابتدائے ہجرت سے لے کر تا وصال حضرت مسیح موعودؑ قریباً 15سال آپ صبح سویرے بیماروں کو دیکھتے تھے۔ اس کے بعد طالب علموں کو درس حدیث وطبی کتب دیتے تھے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 309)

قادیان میں آپؓ کی طبی خدمت

آپ نے قادیان میں اپنے خرچ سے ایک شفاخانہ کھول رکھا تھا۔

جنوری 1900ء کے الحکم میں گزشتہ سال کی رپورٹ کچھ یوں درج ہے۔

روزانہ اوسط مریضوں کی 20 سے لے کر 50 تک رہی۔ چنانچہ سال میں جن لوگوں نے جسمانی فیض حاصل کیا ان کی تعداد قریباً 20 ہزار ہے۔

1901ء کا تذکرہ کرتے ہوئے اخبار الحکم 20 فروری 1902ء میں لکھا ہے

سال تمام میں قریباً 40 ہزار انسان کو حضرت حکیم الامت کے شفاخانہ سے فائدہ پہنچا۔

دوا کے ساتھ دعا پر کامل یقین

حضرت چوہدری حاکم دین صاحب کی بیوی کو پہلا بچہ ہونے والا تھا اور سخت تکلیف تھی۔ آپ رات کو گیارہ بجے حضرت مولوی صاحب کے گھر گئے۔ چوکیدار سے پوچھا کہ کیا میں حضرت مولوی صاحب سے مل سکتا ہوں۔ اس نے نفی میں جواب دیا لیکن اندرون خانہ میں حضرت مولوی صاحب نے آواز سن لی اور پوچھا کون ہے۔ چوکیدار نے عرض کی چوہدری حاکم دین ملازم بورڈنگ ہیں۔ فرمایا آنے دو۔ آپ اندر چلے گئے اور زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی صاحب اندر جاکر ایک کھجور لے آئے اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور چوہدری صاحب کو دے کر فرمایا کہ یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ پیدا ہوجائے تو مجھے اطلاع کر دیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بچی پیدا ہوئی۔ چوہدری صاحب نے سمجھا کہ اب دوبارہ حضرت مولوی صاحب کو جاکر جگانا مناسب نہیں اس لئے وہ سو رہے۔ صبح وہ حاضر ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب اس وقت وضو کر رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے عرض کی کھجور کھلانے کے بعد بچی پیدا ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی آرام سے سو رہے، اگر مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔

(رفقاء احمد جلد ہشتم صفحہ 76)

آپریشن خود کرنا

ایک غریب ملازم نے ایک بیماری بیان کی۔ تو اسے ہندوستان کے مشہور اطباء اور ڈاکٹروں کے نام ذاتی خط لکھ کر دئے کہ وہ اُن کے پاس جاکر اپنی بیماری کا حال بتائے، اُن سے نسخہ لکھوائے اور جو فیس وہ طلب کریں وہ آپؓ کی طرف سے ادا کر دے۔ یہ مریض آپؓ کے مصارف پر چھ ماہ میں پچاس حکیموں اور ڈاکٹروں کے مشورے لے کر واپس آیا۔ امرتسر کے انگریز سول سرجن کرنل سمتھ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آپؓ نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ کرنل سمتھ کے آپریشن سے جب فائدہ نہ ہوا تو ایک دیہاتی سنار سے چاندی کے اوزار بنوائے اور باقی ماندہ آپریشن خود کیا۔ مریض تندرست ہوگیا۔ اس مریض کی روداد میں دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ اسے پورا ہندوستان گھمایا۔ ہزاروں روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ دوسرے طبیب اس بیماری کا کیا علاج کرتے ہیں؟ پھر آپریشن کے دوران اوزاروں کا صاف ہونا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ ہسپتالوں میں اس غرض کے لئے لاکھوں روپے کے آلات نصب کئے جاتے ہیں لیکن چاندی میں یہ منفرد صلاحیت ہے کہ وہ جراثیم کو خود ہلاک کرسکتی ہے۔ اسی لئے چاندی کے اوزار سے لگایا گیا زخم خراب نہیں ہوتا۔

(بیاض نورالدین صفحہ 19)

طبیب شاہی وسادگی

حضورؓ فرماتے ہیں۔

میں کشمیر میں تھا ایک روز دربار کو جا رہا تھا۔ یار محمد خان ایک شخص میری اردلی میں تھا۔ اس نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس جو یہ پشمینہ کی چادر ہے یہ ایسی ہے کہ میں اس کو اوڑھ کر آپ کی اردلی میں بھی نہیں چل سکتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو اگر بری معلوم ہوتی ہے تو میرے خدا کو تجھ سے بھی زیادہ میرا خیال ہے۔ میں جب دربار میں گیا تو وہاں مہاراجہ نے کہا کہ آپ نے ہیضہ کی وبا میں بڑی کوشش کی ہے آپ کو خلعت ملنا چاہئے۔ چنانچہ ایک قیمتی خلعت دیا۔ اس میں جو چادر تھی وہ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے یار محمد خان سے کہا کہ دیکھو ہمارے خدا تعالیٰ

کو ہمارا کیسا خیال ہے۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 250)

طبابت میں محض خدا کی ذات پر کامل یقین

آپؓ لکھتے ہیں کہ میری ایک بہن تھی۔ ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مرگیا۔ اس کے چند روز بعد مَیں گیا۔ میرے ہاتھ سے انہوں نے کسی پیچش کے مریض کو اچھا ہوتے ہوئے دیکھا۔ مجھ سے فرمانے لگیں کہ بھائی اگر تم آ جاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تمہارے ایک لڑکا ہوگا اور میرے سامنے پیچش کے مرض میں مبتلا ہو کر مرے گا۔ چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر جب وہ پیچش کے مرض میں مبتلا ہوا، ان کو میری بات یاد آئی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ اچھا دعا ہی کرو۔ مَیں نے کہا خدا تعالیٰ آپ کو اس کے عوض میں ایک اور لڑکا دے گا لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔ چنانچہ وہ لڑکا فوت ہوگیا اور اس کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو زندہ رہا اور اب تک زندہ اور برسرِ روزگار ہے۔ یہ الٰہی غیرت تھی۔

(مرقاۃ الیقین صفحہ 202 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

آپ نے بے شمار نادر طبی نسخے اطباء کو دے کر دنیا پر بہت سا احسان کیا ہے آپ کے چند مشہور مجرب نسخے درج ذیل ہیں

نسخہ حب اٹھرا، اکسیر جگر۔ صندل پاؤڈر۔ حب سعال۔ نور نظر۔ اکسیر شافی۔ وغیرہ

اکسیر شافی اور مے اینڈ بیکر کمپنی کی دوا

تبخیر معدہ کے لئے آپؓ نے دافع تعفن اور کاسر الریاح ادویہ کی اکسیر شافی ترتیب دی۔ آپ کی وفات کے بعد انگلستان کی مے اینڈ بیکر کمپنی نے ہیضہ اور آنتوں کی سوزش کے لئے ایک دوائی

Essential oil mixture

کا نام سے تیار کی جسے عالمگیر شہرت ملی اور حسنِ اتفاق دیکھیں کہ اس میں حرف بحرف وہی اجزاء شامل تھے جو آپؓ کی اکسیر شافی میں موجود ہیں۔

(بیاض نور الدین صفحہ 24)

غیر معمولی شہرت

آپ کی خوبیوں اور کمالات کے نہ صرف اپنے قائل تھے بلکہ غیر بھی اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ شفاء الملک جناب حکیم محمد حسین قرشی اپنی مرتبہ ’’بیاض خاص‘‘ میں لکھتے ہیں

حکیم (نورالدین) صاحب موصوف دورِ گزشتہ کے ان تین چار طبیبوں میں سے ہیں جن کا اسم گرامی ہندوستان کے طول و عرض میں غیر معمولی شہرت حاصل کئے ہوئے تھا۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صفحہ 770)

طبیب بے مثال

اخبار ’’بھارت‘‘ نے 20 مارچ 1914ء کی اشاعت میں آپ کو ’’طبیب بے مثال‘‘ قرار دیا۔

خصوصیت سے قابل ذکر باتیں

اخبار ’’طبیب‘‘ دہلی یوں رقمطراز ہے

افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور معروف طبیب مولوی حاجی حکیم نورالدین صاحب جو علوم دینیہ کے بھی تبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا۔ کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہ کر آخر جمعہ گزشتہ کو قریباً اسّی سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئے۔ حکیم صاحب مغفور بلالحاظ احمدی و غیر احمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کے طریق علاج میں یہ چند باتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

1. یار و اغیار، مومن و کافر سب کو ایک نظر دیکھنا
2. طب یونانی و ویدک کے علاوہ مناسب موقعہ پر ڈاکٹری مجربات سے بھی ابنائے ملک و ملت کو مستفید فرمانا،
3. بعض خطرناک امراض کا علاج قرآن شریف سے استخراج کرنا
4. دوا کے ساتھ دعا بھی،
5. علاج معالجہ کے معاملہ میں کسی کی دنیوی وجاہت سے مرعوب نہ ہونا،
6. مریضوں سے مطلق طمع نہ رکھنا اور آپ کا اعلیٰ درجہ توکل و استغناء
7. نادار و مستحق مریضوں کا نہ صرف علاج مفت کرنا بلکہ اپنی گرہ سے بھی ان کی دستگیری و پرورش کرنا خصوصاً طلباء قرآن و حدیث و طب کی۔

(طبیب دہلی 23 مارچ 1914ء بحوالہ حیات نور صفحہ 766-767)

علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے لکھا

قطع نظر اپنے مختص الفرقہ بعض خاص معتقدات کے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم ایک نہایت بلند پایہ عالم عامل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے خادم تھے۔ اس پیرانہ سالی اور ضعف و مرض کی حالت میں بھی آپ کا بیشتر وقت تعلیم و تعلم میں صرف ہوتا تھا اور ایک طبیب حاذق ہونے کی حیثیت سے بھی آپ خلق اللہ کی بہت خدمت بجالاتے تھے۔ اس لحاظ سے مرحوم کا انتقال واقعی سخت رنج و ملال کے قابل ہے۔

(حیات نور صفحہ 766)

اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحبؓ کی ذات بابرکات پر اپنی بے انتہاء رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

بقیہ: خدمت دین میں مالی قربانی کی اہمیت ...... از صفحہ 12

کے لئے پیش نہیں کیا اُن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے والدین کے عہد کو نبھاتے ہوئے جلد از جلد میدان عمل میں قدم رکھیں اور اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں۔ جماعتی ہسپتالوں فضل عمر ہسپتال اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں خدمت کرنے سے آپ کو بزرگان سلسلہ کی صحبت حاصل ہوگی، آپ جماعتی روایات سے روشناس ہوں گے، آپ کو پسماندہ علاقوں میں پائی جانی والی مختلف بیماریوں اور ان کے علاج معالجہ کے بارہ میں معلوم ہوگا، آپ کو مختلف میڈیکل موضوعات پر تحقیق و ریسرچ کا موقع ملے گا، آپ کو ربوہ میں رہنے والے پاکستان کے مایہ ناز ڈاکٹرز سے اُن کے وسیع تجربہ سے ٹریننگ اور علم حاصل کرنے کا موقع ملے گا، آپ کو بیرون ملک سے آنے والے ماہرین ڈاکٹرز سے بات چیت کرنے اور بیرون ملک میں specialization حاصل کرنے کے بارہ میں راہنمائی حاصل ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ اعتماد اور سکون ہوگا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خدمت انسانیت اور خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔

آپ کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ زندگی وقف کرنے سے پہلے جماعتی ہسپتالوں میں کچھ عرصہ کے لئے وقف عارضی کے لئے تشریف لائیں۔ چاہے وہ پندرہ دن کیلئے ہو، تین سے چھ مہینے کے لئے ہو یا پھر ایک سال سے تین سال کے لئے ہو اور اگر نو سال یا دس سال کے لئے ہو تو سب سے بہتر ہے۔

اس مضمون کے آخر پر یہ بات بھی عرض کرنی ضروری ہے کہ اُن والدین کا بھی فرض ہے جنہوں نے اپنے بچوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اُن کو تحریک وقف نو میں شامل کیا تھا کہ اپنے بچوں کو نہ صرف تحریک کریں، اُن کے لئے دعائیں کریں، اُن کو اس بات کی یاد دہانی اور احساس دلائیں کہ اُنھوں نے اپنی زندگی جماعت کی خدمت کے لئے وقف کرنی ہے۔ اس ضمن میں اُن کی ہر ممکن مدد بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے نیکی اور تقویٰ میں ترقی عطا فرمائے، مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قرب عطا فرمانے کے ساتھ آپ کا سلطان نصیر وجود بنائے۔ آمین

دعا کا تحفہ

حصولِ رزق اور امن کی دعائیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے وقت شہر مکہ کے پر امن شہر ہونے اس کے باشندوں کے رزق ملنے اور اولاد کے شرک و بت پرستی سے بچنے کی جو دعائیں کیں وہ سب مقبول ہوئیں۔

(تفسیر الدر المنثور جلد 4 صفحہ 86)

رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَہۡلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡہُمۡ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ

(البقرہ: 127)

اے میرے رب! اس جگہ کو ایک پر امن شہر بنادے اور اس کے باشندوں میں سے جو بھی اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان لائیں انہیں ہر قسم کے پھل عطا فرما۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 2-3)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

حماد احمد ریحان

خدمت دین میں مالی قربانی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 250 میں بیان فرماتا ہے:

’’پھر جب طالوت اپنی فوجوں کو لے کر نکلا تو اس نے کہا کہ اللہ ایک ندی کے ذریعہ سے یقیناً تمہارا امتحان لینے والا ہے۔ پس جس نے اس (نہر) میں سے (پیٹ بھر کر پانی) پی لیا وہ مجھ سے (وابستہ) نہیں (رہے گا) اور جس نے اس سے نہ چکھا وہ یقیناً مجھ سے وابستہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اُس میں سے (فقط) اپنے ہاتھوں سے ایک چُلّو لے (کر پی) لیا (کہ اس پر کوئی الزام نہ ہوگا) پھر (ہُوا یہ کہ) ان میں سے چند ایک کے سوا (باقی سب نے) اس میں سے (پانی) پی لیا۔ پھر جب وہ خود اور (نیز) وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اس ندی سے پار اتر گئے (تو) انہوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی بالکل طاقت نہیں (مگر) جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ وہ (ایک دن) اللہ سے ملنے والے ہیں انہوں نے کہا کہ بہت سے چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آچکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے (پس ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں)‘‘

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ از تفسیر صغیر صفحہ نمبر 80 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی مختصر تفسیر بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

’’نَھَر کا ترجمہ ندی کیا گیا ہے۔ لیکن ھا کی زبر سے جب یہ لفظ ہو تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں۔ (1) ندی (2) فراخی اور وسعت (مفردات) چنانچہ کہتے ہیں۔ نَھَرٌ نَھِرٌ بہت پانی والی ندی (مفردات) اس آیت میں دونوں معنے ہی لگ سکتے ہیں۔ اگر فراخی اور وسعت کے معنے کئے جائیں تو آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے ذریعہ سے فوجیوں کو اطلاع دی کہ تمہارا امتحان مال و دولت سے لیا جائے گا۔ اگر تم مال و دولت کے پیچھے پڑ گئے تو خدا تعالیٰ کا کام نہ کرسکو گے اور اگر تم مال و دولت سے متاثر نہ ہوئے تو تم کو کامیابی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے نوٹ میں بتایا جا چکا ہے۔ طالوت سے مراد جدعون ہے اور یہ صفاتی نام ہے پرانے عہد نامہ کی کتاب قاضیوں باب 7 آیت 5 تا 7 سے معلوم ہوتا ہے کہ جدعون کے ساتھیوں کا نہر کے ذریعہ امتحان لیا گیا تھا۔ پس ظاہری معنے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ جنگ کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امتحان نہایت لطیف ہے۔ جنگ میں جلدی اور تیز حرکت کی ضرورت ہوتی ہے اور پیٹ کا پانی سے بھر لینا تیز حرکت سے انسان کو محروم کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہلکے پیٹ رہو اور پانی کم پیو تا کہ جنگ میں عمدگی سے کام کرسکو۔ اکثر نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور بہت تھوڑی سی تعداد نے جو بائبل کے بیان کے مطابق صرف تین سو تھی جنگی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یونہی چند گھونٹ پانی پیا تا لڑائی کے وقت وہ اچھی طرح کام کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کا بدلہ دینے کے لئے اور ان کے اخلاص کی قدر کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ صرف انہی کے ہاتھ پر فتح ہو اور حکم دیا کہ انہی تین سو کو جنگ میں شامل کیا جائے باقی کو نہیں۔ چنانچہ انہی تین سو کو طالوت یا جدعون نے جنگ میں شامل کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر فتح دی۔‘‘

(تفسیر صغیر صفحہ نمبر 80 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

اس آیت کریمہ کے مطالب پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و دولت کے ذریعہ سے بھی امتحان لیا جاتا ہے اور جس مال و دولت کے امتحان کا اس آیت میں ذکر ہے، وہ ایسا امتحان ہے جس میں تمام مواقع اور سہولیات میسر ہونے کے باوجود اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی جماعت کے امام کی کامل اطاعت و فرمانبرداری میں مالی قربانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کرنا ہے۔

واقفین زندگی خدمت دین اور خدمت خلق کی خاطر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ اپنے شب و روز اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرنے میں، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں، حضرت مسیح موعودؑ کی اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتب کا مطالعہ کرنے میں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے اور آپ کی روح القدس کے ساتھ تائید و نصرت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ یہ خدمت دین کے واقفین دنیاوی مال و دولت سے متاثر ہوئے بغیر قلیل آمدنی وصول کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جیسا کہ جالوت کے مخلص فوجیوں نے صرف چلّو بھر پانی ہی پیا تھا۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ جالوت کے فوجیوں نے میدان جنگ میں دشمن پر فتح پائی تھی اور موجودہ دور میں خدمت دین کے واقفین اپنی دعاؤں کے ہتھیاروں سے، اپنی صبر و استقامت اور اخلاص و وفا سے کی جانے والی انتھک محنت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور تائید و نصرت سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تبلیغ کو دنیا کے تمام کناروں میں پھیلا رہے ہیں اور اسلام احمدیت کے جھنڈے کو جو کہ حقیقت میں ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا ہے دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے کی ہر دم سعی کر رہے ہیں اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک یہ ممکن نہ ہو جائے۔ انشاء اللہ ایک دن یہ ضرور ممکن ہوگا اور تمام دنیا میں اسلام احمدیت اکثریت حاصل کر لے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کا کام بھی جاری ہے جو کہ ایک نہ ختم ہونے والا مستقل کام ہے۔ اس لئے ہم سب کو مداومت عمل اور مستقل مزاجی سے اس مشن کی تکمیل کے لئے اپنی تمام استعدادوں کو استعمال میں لاتے رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں یہ بھی خوشخبری بیان فرماتا ہے کہ اگر تم صبر، حوصلے اور خلوص نیّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کے لئے کام کرتے رہو گے تو تمہاری تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو، تمہارا کام کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور تمہارا مشن کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، تم ضرور اپنے کام میں، اپنے عظیم مقصد میں اور اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں حکمت اور مالی فراخی بھی عطا کرے گا۔ لیکن بہرحال تمہیں ایک امتحان میں سے لازمی گزرنا پڑے گا تا کہ تم آزمائے جاؤ اور تا کہ اللہ تعالیٰ صدق و صفا، اطاعت و فرمانبرداری اور خلوص میں ترقی کرنے والوں کو نتھار کر الگ کر دے۔

آج کل کے دور میں مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء و طالبات اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کے لئے کچھ عرصے کے لئے ایک قلیل آمدنی پر کام کرتے ہیں جیسا کہ ایک ڈاکٹر تعلیم مکمل ہونے کے بعد ہاؤس جاب کرتا ہے، ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ articleship کرتا ہے اور اکثر طلباء و طالبات تعلیم مکمل ہونے کے بعد انٹرنشپ کرتے ہیں۔ یہ سب اس لئے قلیل آمدنی یا الاؤنس پر کام کرتے ہیں کیونکہ ان کو دنیاوی ادارہ جات پر یقین ہوتا ہے کہ اگر ابھی یہ قلیل آمدنی پر کام کر کے ضروری مدت کا تجربہ حاصل کر لیں گے اور اپنی اسناد حاصل کر لیں گے تو ضرور ان کی آمدنی میں کئی گنا تک اضافہ ہو جائے گا۔ ان میں سے اکثر ایسے بھی ہوں گے جن کو ان کے والدین نے بچپن میں وقف کر دیا تھا اور خلیفۂ وقت سے یہ عہد کیا تھا کہ یہ بچے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر، اپنی تعلیم مکمل کرنے پر اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے پیش کر دیں گے لیکن ابھی تک ان میں سے اکثر نے جماعتی ضرورت کے باوجود اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش نہیں کیا اور اپنی پیشہ وارانہ زندگی مختلف دنیاوی ادارہ جات میں شروع کر دی ہے۔ اُن کو اِس بات پر تو یقین ہے کہ کچھ عرصہ قلیل آمدنی پر کام کر کے تجربہ حاصل کر لینے کے بعد دنیاوی ادارہ جات اُن کی آمدنی کئی گنا بڑھا دیں گے لیکن اس بات پر یقین نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ خدمت دین میں مالی قربانی کرنے سے اور قلیل آمدنی پر خدمات سرانجام دینے سے اللہ تعالیٰ اُن کو بے شمار فضائل سے نوازے گا اور اُن کی آمدنی کئی سو گنا تک بڑھا دے گا۔

خدمت دین کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کرنے والے کو بہرحال مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں مالی مشکلات، دوسروں کے سخت روّیے، بعض اوقات اپنی پروفیشنل qualification سے کم درجہ پر تقرری، رہائش کی مشکلات اور راستے کی مشکلات شامل ہیں لیکن اگر صبر، ہمت، حوصلے اور استقامت سے خدمت دین پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہے، تو وہ پھر اپنی تمام حاجات اور ضروریات اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی بیان کرتا ہے اور لوگوں کے سامنے پے در پے درخواستیں جمع نہیں کرواتا۔ جب اُس کو مال کی ضرورت ہوتی ہے تو قرضے کی درخواستیں دینے کی بجائے اور لوگوں سے مانگنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور متواتر تہجد اور پنجوقتہ نماز میں مستقل مزاجی سے دعا کرتا ہے اور صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی مشکلات دور کرنے کے لئے، بیماروں کی شفایابی کے لئے، اسیرانِ راہ مولیٰ کی رہائی کے لئے، مالی وسعت عطا فرمانے کے لئے اور تمام افراد جماعت احمدیہ کے حفظ و امان میں رہنے کے لئے دعا کرتا ہے۔ غرض یہ کہ کئی دفعہ اپنے سے زیادہ دوسروں کے دکھ درد اور تکلیف کا احساس کرتے ہوئے اُن کے لئے دعا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے، اپنی بے پناہ سایہ رحمت کا جلوہ دکھاتے ہوئے اور اپنے بندے پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161□
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ذرّہ نوازی فرماتے ہوئے اُس کی تمام دعائیں قبول فرماتا ہے اور اُس کو اُن راہوں سے نوازتا ہے جس کا اُس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔جس پر بندے کا بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں، عبادات، خدمت دین اور مالی قربانی کے معیار میں، شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔

اس ضمن میں درثمین میں سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک شعر ذیل میں درج ہے؛

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

(درثمین)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خدمت دین اور خدمت خلق کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی راہ میں آنے والی تمام مشکلات عارضی ہوتی ہیں اور اگر یہ یقین ہوجائے کہ ان مشکلات کو صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو یہ مشکلات نعمتیں معلوم ہونے لگتیں ہیں۔

پس ہم سبھوں کو جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر کے میدان عمل میں قدم رکھ دیا ہے یا اور وہ سب بھی جو تحریک وقف نو میں شامل ہونے کے باوجود اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وقف کی راہ میں قربانی دینی پڑتی ہے اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم اور انعامات بھی اُنہیں لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو ان تمام امتحانات سے اطاعت اور فرمانبرداری کا نمونہ دکھاتے ہوئے سرخرو ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کے مال میں، اولاد میں، صحت میں برکت ڈال دیتا ہے اور ان کے دل میں نیکی، تقویٰ اور قرب الٰہی میں ترقی کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جماعتی ضرورت اور تحریک کے باوجود اگر آپ پھر بھی اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لئے وقف نہیں کر رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ دنیاوی مصائب اور معاملات کی دلدل میں پھنس جائیں اور اس میں سے نکل ہی نہ سکیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر آپ کو خود کھینچ کر جماعتی خدمت کی طرف لے آئے اور آپ کے لئے اس راہ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ رہے۔ پس یہ ایک سمجھنے کی بات ہے اگر کوئی سمجھنا چاہے۔

اس وقت جماعتی ہسپتالوں میں مریضوں کی کثرت سے آمد اور مختلف نئے شعبہ جات کے اجراء کی وجہ سے ماہرین ڈاکٹرز، سینئیر ڈاکٹرز اور جونئیر ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔ ایسے واقفین نو جو کہ ڈاکٹرز بن چکے ہیں یا ابھی ہاؤس جاب کر رہے ہیں اپنے والدین کے کئے گئے عہد کو نبھاتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کریں۔ یہ خیال غلط ہے کہ وقف کر دینے کے بعد آئندہ تعلیم حاصل کرنے کے امکانات نہیں ہوتے یا پھر بیرون ملک جانے کی ممانعت ہوتی ہے۔ آپ وقف کرنے کے بعد خدمت دین کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنی تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں بلکہ اجازت ملنے کے بعد بیرون ملک میں کچھ عرصہ کے لئے دورہ جات کے لئے بھی جا سکتے ہیں اور واپس آنے کے بعد دوبارہ خدمت دین جاری رکھ سکتے ہیں۔

اس ضمن میں یہ بات بھی عرض کر دینی ضروری ہے کہ جماعتی ہسپتالوں فضل عمر ہسپتال اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں گزشتہ کئی سال سے حکومتی ادارے سے منظوری حاصل کرنے کے بعد ہاؤس جاب کروائی جارہی ہے۔ حال ہی میں فضل عمر ہسپتال کو FCPS Paeds میں ٹریننگ کروانے کی منظوری حاصل ہوگئی ہے۔ جبکہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں FCPS Cardiology اور FCPS Cardiac Surgery میں ٹریننگ کے لئے منظوری حاصل کرنے کی کارروائی جاری ہے۔ اس لئے ایسے واقفین نو ڈاکٹرز جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو وقف بقیہ صفحہ 10 پر

فقہی کارنر

نشہ آور چیزیں مضر ایمان ہیں

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

حدیث میں آیا ہے۔ وَمِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ تَرْکُ مَالَا یَعْنِیْہِ۔یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حقہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان اُن کا بفرض محال نہ ہو، تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی بھنگ چرس یا مُنَشّی اشیاء نہیں دی جاوے گی یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔عمدہ صحت کو کسی بے ہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہئے۔شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مُضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے اُن کو ضائع کر دیتی ہے۔

(الحکم 10جولائی 1902ء صفحہ3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموزبات

برداشت

جو آدمی چھوٹی چھوٹی باتیں برداشت نہیں کرسکتا وہ بڑا آدمی کبھی نہیں بن سکتا۔ اپنے اندر قوت برداشت پیدا کریں۔ یہ سوچیں کہ ہر انسان کو رائے دینے کا حق حاصل ہے۔اس کی رائے کا احترام کریں۔ آپ کے سامنے چاہے آپ کا دشمن ہی کیوں نہ ہو اس کی بات بھی نہایت تحمل، بردباری اور خندہ پیشانی سے سنیں۔ آپ اپنے عمدہ اخلاق اور قوت برداشت سے دوسروں پر اچھا تاثر قائم کریں۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

26 جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:27	19:03
مدینہ منورہ	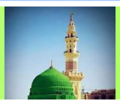	04:20	19:09
قادیان		04:06	19:30
ربوہ		03:46	19:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	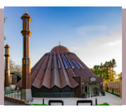	03:50	21:00